هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

۲۵ پیسے

عظمتِ اسلام

اس حقیقت سے کسے انکار ہے — دعوتِ حق، دعوتِ اسلام ہے
ہو یقیں محکم اگر حاصل اسے — سب سے ارفع ملّتِ اسلام ہے
ہے بلند اقبال دُنیا میں وُہی — جس کو حاصل نُصرتِ اسلام ہے
مشرق و مغرب کا جو اہلِ نظر — بہرہ ور از نعمتِ اسلام ہے
خُوب تر واقف ہے اس نکتے سے وہ — امنِ عالم، رحمتِ اسلام ہے
تا ابد وہ زندہ و پائندہ ہیں — جن دلوں میں اُلفتِ اسلام ہے
سرزمینِ پاک پر اک انجمن — یادگارِ عظمتِ اسلام ہے
نام سے گو حامئ اسلام ہے — کام اس کا خدمتِ اسلام ہے

ہم بھی آؤ خدمتِ انساں کریں
اور مُحکم جذبۂ ایماں کریں

سلیم تابانی

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵
جلد ۶ | ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۴۳

افریقہ میں اضطراب اور مسلم ممالک

پاکستان کی آزادی کے بعد کم و بیش سترہ افریقی ملک آزاد ہوئے۔ ان میں سے کسی پر فرانس کا قبضہ تھا۔ کسی پر برطانیہ کا اور کسی پر بلجیئم اور دوسری یورپین اقوام کا۔ کانگو نے بلجیئم سے آزادی حاصل کی۔ یہ ملک لاکھوں مربع میل میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی پہلی آزاد اور منتخب حکومت کے صدر کساؤبو اور وزیر اعظم مسٹر لومبا تھے۔ بلجیئم کی افواج کی پُر امن رخصتی اور ملکی نظم و نسق اور امن و امان میں مدد دینے کے لئے اقوام متحدہ نے وہاں اپنی فوجیں بھیج دیں۔ لیکن خدا کی شان بلجی سامراج کو ڈوبتے ڈوبتے چند تنکوں کا سہارا مل گیا۔ کانگو کے صدر اور وزیراعظم میں اختلافات رونما ہو گئے۔ صدر نے لومبا کو معزول کر دیا اور لومبا نے پارلیمنٹ کی اکثریت سے صدر کی برطرفی کا اعلان کیا۔ دوسری طرف کسائی اور کٹنگا کے دو صوبوں نے مرکز سے بغاوت کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ کٹنگا کے خود ساختہ صدر شومبے نے بلجیموں کو واپس بلانا شروع کیا۔ اور طاقت جمع کر کے مسٹر لومبا کی سخت مخالفت شروع کر دی جو سامراج کا سخت دشمن تھا۔ کانگو کی مرکزی حکومت پر لیوپولڈویل میں موبوتو نام ایک فوجی کرنل نے قبضہ کر کے لومبا کو جیل میں ڈال دیا۔

دوسرے صوبہ کٹنگا کا مرکزی مقام الزبتھ ویل ہے۔ جہاں شومبے نے بڑی تعداد میں گوروں کی فوج بھی مرتب کر لی تھی۔ لومبا کی مخالفت میں کساؤبو اور شومبے متفق تھے۔ اور سامراجی طاقتوں کو بھی ان سے ہمدردی تھی۔ دوسری طرف روسی گروپ مسٹر لومبا کا حامی تھا۔ اور آزاد افریقی ممالک کو بھی لومبا کو رہا کرانے اور اس کی وزارت میں نمائندہ حکومت بنانے پر اصرار تھا۔ ان آزاد افریقی ممالک میں مصر، سوڈان اور مراکش بھی شامل تھے۔ لومبا کے حامیوں نے دو صوبوں میں مسٹر گزنگا کی قیادت میں اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ ایک صوبہ مشرقی صوبہ کہلاتا ہے۔ یہ صوبہ سوڈان کی سرحدات سے ملا ہوا ہے دوسرے صوبے کا نام کیویو ہے۔ ان کا دارالسلطنت سٹینلے ویل ہے۔ مسٹر گزنگا نے صوبہ کٹنگا کے شمالی حصہ پر حملہ کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

مسٹر موبوتو نے مصر اور سوڈان کو دھمکی دی کہ تم دونوں ملک لومبا کی حمایت کرتے ہو۔ بنا بریں ہم دریائے نیل کا رُخ بدل کر تمہاری معیشت کو تباہ کر دیں گے۔

بھلا صدر ناصر دَبنے والا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب تم ایسا کرو گے ہم اس کا انتظام کر لیں گے۔ اس دھمکی کے بعد مصر اور سوڈان کی ہمدردی لازماً گزنگا کی حکومت سے ہونی چاہیئے تھی۔ اور یوں بھی آزاد ملک یہ چاہتے ہیں کہ صدیوں سے غلامی کی چکیوں میں پسے ہوئے سیاہ فام باشندوں کا زمام اختیار ایسے زندہ دل اور حریت پسند افراد کے ہاتھوں میں ہونا چاہیئے۔ جو اپنا خون دیکر بھی قوم کو سُرخرو بنانے کے لئے تیار ہوں اور اسی وجہ سے لومبا کے ساتھ عام افریقیوں اور بیرونی آزاد ملکوں کو بھی دلچسپی تھی۔

اقوام متحدہ نے بعد از خرابیٔ بسیار ایک مصالحتی کمیشن مقرر کیا۔ جو تمام صوبوں اور مختلف الخیال لیڈروں کی نمائندہ حکومت بنانے کی کوشش کرے۔

ظاہر ہے کہ مسٹر لومبا جیسی شخصیت اور اس کے حامی گزنگا کی حکومت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اس پوزیشن اور لومبا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اس کے مخالفوں کے لئے سوہانِ روح یا پیغامِ موت تھی۔ اور یہی بات لومبا کی موت کا سبب بنی۔ اس کے دشمنوں نے جوہر شرافت و مروت کے تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پہلے تو اقوامِ متحدہ کے نمائندوں کو اس سے ملنے کی اجازت نہ دی۔ پھر اس کو ہوائی جہاز کے ذریعہ اس کے بد ترین دشمن شومبے کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اس کو بلجیمی سپاہیوں کے پہرہ میں قید کر دیا اور بالآخر اس کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

کہا جاتا ہے۔ کہ لومبا کو دشمنوں نے گرفتاری کے وقت اور دوسری بار منتقل کرنے وقت اس کو بُری طرح مارا پیٹا کہ وہ زخموں سے جانبر نہ ہو سکا۔ آج لومبا موجود نہیں ہے۔ لیکن اس نے جان دے کر افریقہ میں جان ڈال دی۔ اور بقول پنڈت نہرو کے مسٹر لومبا قربانی دے کر ایک طاقت بَن گیا ہے۔ اس کے دو چھوٹے بچے مصر قاہرہ میں صدر ناصر کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے رہتے اور تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ایشیا یورپ اور افریقہ کے ملکوں میں احتجاجی جلسے اور جلوس ہوئے اور ہو رہے ہیں بلجیم وغیرہ کے سفارت خانوں کے سامنے مظاہرے یا حملے ہوتے اور شومبے وغیرہ کی گرفتاری کے مطالبات کئے جا رہے ہیں۔

افریقی ممالک نے گھانا میں اِس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے کانفرنس بلائی ہے عرب ممالک میں سے عرب جمہوریہ اور عراق وغیرہ نے لومبا کے حامی گزنگا کی حکومت کو سارے کانگو کی جائز حکومت تسلیم کر لیا ہے۔ پاکستان بھی اپنی فوج کو وہاں رکھنے نہ رکھنے پر سوچ رہا ہے۔ کراچی میں بھی جلوس نکلا۔

روس کا صدر آج کل افریقہ کے دورے پر ہے۔ وہ مراکش سے گنی پہنچا۔ وہاں سے گھانا گیا۔ گھانا، گنی اور روسی صدر تینوں نے گزنگا کی د باقی صک پر

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سفر میں روزہ رکھنا بہتر نہیں ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَ مِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَ قَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَ سَقُوا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر میں تھے۔ بعض نے ہم میں سے روزہ رکھا۔ اور بعض نے نہیں رکھا۔ پس ہم ایک روز گرم دن میں ایک منزل میں اُترے۔ جن لوگوں نے روزہ رکھا تھا۔ وہ ضعف سے نڈھال ہو کر گر پڑے اور جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ وہ اپنے کاموں میں مشغول رہے۔ چنانچہ انہوں نے خیموں کو کھڑا کیا۔ اور اونٹنیوں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (یہ دیکھ کر) فرمایا۔ آج وہ لوگ جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہے۔ ثواب لے گئے۔

سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْمَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى يَدِهٖ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَ ذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ اَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَ مَنْ شَاءَ اَفْطَرَ۔ متفق علیہ وَ فِيْ رِوَايَةٍ … لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکّہ کو روانہ ہوئے۔ پس آپ نے (اس سفر میں) مقام عسفان تک روزہ رکھا۔ پھر عسفان میں پہنچ کر آپؐ نے پانی منگایا۔ اور ہاتھ میں پانی کو لے کر لوگوں کو دکھلانے کے لئے اونچا کیا۔ اور پھر پی لیا۔ یعنی روزہ نہیں رکھا۔ اسی طرح آپ نے مکّہ تک کا سفر کیا۔ یعنی اس سفر میں روزہ نہیں رکھا اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس کے بعد ابن عباسؓ لوگوں سے کہا کرتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر میں) روزہ بھی رکھا ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا پس جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی نہ چاہے نہ رکھے۔ اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ کہ آپؐ نے مقام عسفان میں عصر کے بعد روزہ افطار کیا تھا۔

سفر میں روزہ معاف ہے

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَ الْحُبْلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے معاف کر دی ہے مسافر کے لئے آدھی نماز۔ اور معاف کر دیا ہے روزہ کو مسافر کے لئے دودھ پلانے والی کے لئے اور حاملہ کیلئے۔

سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَاْوِيْ اِلٰى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ اَدْرَكَهٗ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:۔ سلمہ بن محبقؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے پاس اچھی سواری ہو۔ جو آرام سے اس منزل تک پہنچا دے۔ اُس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے جہاں رمضان آجائے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهٗ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے سال رمضان میں مکّہ گئے۔ آپؐ نے اس سفر میں مقام کراع غمیم تک روزہ رکھا۔ آپؐ کے ہمراہیوں نے بھی روزہ رکھا۔ پھر آپؐ نے ایک دن پانی منگایا اور اس کو اونچا اُٹھایا۔ تا کہ لوگ دیکھ لیں۔ اور پھر اس کو پی لیا۔ اس کے بعد آپؐ سے کہا گیا۔ کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ نافرمان ہیں وہ سخت گنہگار ہیں۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ لِيْ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم میں اپنے اندر سفر میں روزہ رکھنے کی قوّت رکھتا ہوں۔ کیا گناہ ہو گا اگر میں روزہ رکھ لوں۔ آپؐ نے فرمایا روزہ نہ رکھنے کی خدا کی طرف سے اجازت ہے۔ پس جو شخص اس اجازت سے فائدہ اٹھائے بہتر ہے اور جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے اس پر کچھ گناہ بھی نہیں ہے۔

نفل روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھا جائے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ رواہ مسلم

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرۃؓ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ شوہر کی موجودگی میں عورت کو نفل روزہ رکھنا جائز نہیں ہے مگر شوہر کی اجازت سے اور عورت کو چاہیئے کہ بلا اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں نہ آنے دے۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ فروری سنہ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ۔

قیامت کے دن دوزخ میں کن لوگوں کو بھیجا جائیگا

اس کے شواھد

پہلا شاھد

وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ٥ (سورۃ البقرۃ ع ۴ پ ۱)۔

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کے معلوم ہونے کے بعد ان کے ماننے سے انکار کرینگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخی ہوں گے۔ اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

جس طرح جاہل مسلمان

کہہ دیتے ہیں " چھڈو جی قرآن نوں۔ اسیں کوئی مولوی ہاں۔ ساڈے نال گل کرو وِہار دی۔ یعنی دنیا دے رواج دی "۔ یہی کہنا گویا کہ قرآن مجید کے حکم کا انکار ہے۔ اللہ تعالےٰ ان جاہلوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

بلکہ

مسلمان کا فرض ہے۔ جب دوسرا مسلمان قرآن مجید کا نام لے۔ تو ادب سے ہتھیار ڈال دے اور قرآن مجید کے فیصلہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے۔ یہ کرنا قرآن مجید پر ایمان لانے کی نشانی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ۔

دوسرا شاھد

بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتۡ بِهٖ خَطِیۡٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ (سورۃ البقرۃ ع ۹ پ ۱)۔

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ " گھیر لیا گناہ نے۔ یعنی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ انتہیٰ "

دعا

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس شاہ صاحب کے بیان کردہ گناہ کے گھیرنے سے بچائے۔

آمین یا الٰہ العلمین

تیسرا شاھد

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمۡرُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ٥ (سورۃ البقرۃ ع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ:- جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے ...... کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے، جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ (تعالےٰ) نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا۔ تو جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ قیامت میں ایسے ہو کر اٹھیں گے۔ جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ اور یہ حالت اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا۔ کہ سوداگری بھی تو ایسی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی۔ اور وہ باز آ گیا۔ تو جو سود پہلے لے چکا ہے۔ وہ اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اور جو کوئی اللہ تعالےٰ کے منع کرنے کے باوجود پھر لے۔ وہ دوزخی لوگ ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چوتھا شاھد

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡهِ لَیۡسَ لَهٗ دَعۡوَةٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَا فِی الۡاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ هُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ٥ فَسَتَذۡکُرُوۡنَ مَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ٥ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوۡا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ ٥ (سورۃ المومن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ اور بے شک ہمیں اللہ (تعالیٰ) کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔ پھر تم میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ (تعالےٰ) دیکھ رہا ہے پھر اللہ (تعالےٰ) نے اسے تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچایا۔ اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔

حاصل

یہ ہے کہ اس ایماندار شخص نے اپنی قوم سے کہا۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ نہ وہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ اور یاد رکھو۔ ہم سب کو اللہ تعالےٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بلاشک

حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔ جب تم دوزخ میں جاؤ گے۔ تب میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک وہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ بالآخر اللہ تعالےٰ نے اسے تو ان کی برائی سے بچا لیا۔ اور فرعونیوں پر سخت عذابِ الٰہی آ پڑا۔

وہ عذاب کیا تھا؟

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

(سورۃ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ (اللہ تعالےٰ کا حکم ہو گا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔

فرعونیوں کے امیروں اور غریبوں کا آپس میں جھگڑنا

وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ (سورہ المؤمن رکوع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے۔ ہم تمہارے پیرو تھے۔ پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دُور کر سکتے ہو۔ جو سرکش تھے۔ وہ کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔

پھر دوزخیوں کا داروغۂ جہنم سے کہنا

وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝

ترجمہ:۔ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔

دوزخ کے داروغوں کا جواب

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰی ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ دوزخ کے داروغے جواب میں کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے۔ ہاں آئے تھے۔ کہیں گے پس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہو گا۔

یعنی ان کی پکار محض بے سود ہو گی۔ اور ان سے عذابِ الٰہی ایک دن بھی ہلکا نہیں کیا جائے گا۔

پانچواں شاھد

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۲ پ ۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالیٰ) کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیں گے اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ کافروں کو ان کے مال اور اولاد خواہ کتنی بھی ہو، کفر کی نحوست سے جو عذابِ الٰہی انہیں ہونے والا ہے اس سے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

چھٹا شاھد

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۴ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہ مانا۔ بلکہ ان کے ماننے کو اپنی بڑائی سے تکبّر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

ساتواں شاھد

وَالَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ یونس ع ۳ پ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے۔ تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہو گا۔ اور ان پر ذلّت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ (تعالےٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ گویا ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ برائی کرنے والوں کو برائی کا بدلہ برائی بھگتنا پڑے گا۔ اور ان پر ذلّت چھا جائے گی۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آٹھواں شاھد

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳)۔

ترجمہ:۔ اگر تو عجیب بات چاہے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے۔ کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے۔ کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔ یہی وہ ہیں۔ جو اپنے رب سے منکر ہو گئے۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں۔ وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے۔

حاصل

یہ ہے۔ ان کا یہ تعجب کرنا عجیب ہے۔ کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے۔ کیا

نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔؟ ان کا یہ کہنا اپنے رب کی قدرت سے انکار کرنا ہے۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی لوگ دوزخی ہیں۔

نواں شاھد

وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (سورۃ المومن ع۱ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور اسی طرح منکروں پر اللہ (تعالیٰ) کا کلام پورا ہوا۔ کہ وہ دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ دوزخی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِيَةِ بِفَضْلِكَ وَ كَرَمِكَ يا الله العالمين ۝

دسواں شاھد

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (سورہ المومن ع۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے۔ اور نہ آخرت میں۔ اور بے شک ہمیں آخرت کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام تو دعوت الی اللہ دیتے ہیں۔ اور بت پرست غیر اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ غیر اللہ کی دعوت کا کوئی ثبوت تمام آسمانی کتابوں میں نہیں ہے۔ اور حد سے تجاوز کرنے والے یعنی بت پرست ہی دوزخ میں جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُمْ

گیارھواں شاھد

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ؕ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ۙ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۙ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۚ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۚ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ رکوع ۲ پارہ ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور بائیں والے کیسے برے ہیں۔ بائیں والے وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ راحت بخش۔ بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دوزخی بائیں طرف کھڑے کئے جائیں گے۔ وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ڈالے جائیں گے اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا۔ اور نہ راحت بخش ہو گا۔ یہ دوزخ میں داخل کئے جانے والے دنیا میں بڑے خوشحال تھے۔ اور شرک پر انہیں اصرار تھا۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔ یعنی قیامت کے دن کے اٹھنے کا یقین ہی نہ تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے فرمانے پر انہیں یقین ہی نہیں آتا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

بقیہ:

افریقہ میں اضطراب اور مسلم ممالک

(ص۳ سے آگے)

حکومت تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور روس کے وزیر اعظم خروشیف نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ہمرشولڈ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کر کے اس کو سامراجیوں کا آلہ کار بتایا ہے۔ چین نے بھی لومبا کے حامیوں کی حمایت کا اعلان کیا ہے غرضیکہ لومبا کے قتل سے ساری دنیا میں اضطراب اور خاص کر افریقہ میں خطرناک حالات رونما ہوئے ہیں۔ ان اندھیروں میں روشنی کی ایک کرن چمکی ہے۔ اور وہ ہے مصالحتی کمیشن کی رپورٹ اور سلامتی کونسل میں لنکا وغیرہ ممالک کی ایک ثالثانہ تجویز جس پر وہاں غور ہو رہا ہے۔

خدا کرے کہ کوئی متفقہ صورت نکل آئے اور آنے والے گرم موسم میں... صحراؤں کی بادِ سموم اور تپتے میدانوں کی آندھیوں میں توپوں کے گولے، بموں کے دھماکے اور گیسوں کے طوفان ہر چہار سو موت کا بازار گرم کرنے میں اضافہ نہ کر دے۔ اور خدا کرے کہ روس اور امریکہ اپنے رقیبانہ جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے افریقہ کی اس مظلوم کالی آبادی کو تختۂ مشق نہ بنائیں۔

خروشیف اور کینیڈی کے تازہ پیام و سلام سے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شاید یہ بڑے اب امن کی پیاسی دنیا پر ترس کھانے لگے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ افریقہ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو میں اور برکت نازل کرے اور ان نو آزاد بنی نوع انسان کو آزادی کے ساتھ اسلام اور خدا شناسی کی دولت سے مالا مال کر دے۔

وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

افریقہ میں صدر ناصر کی بین الاقوامی پوزیشن اور اس کا تبلیغی شوق امید دلاتا ہے۔ کہ افریقی سیاہ فاموں کی سیاہ بختی اب حقیقی نورانیت سے تبدیل ہونے ہی والی ہے ٭

مدرسہ اسلامیہ انوار القرآن

حلقہ تھانہ قریشی و گرد و نواحی ایک ہزار مربع میل وسیع رقبہ کے پسماندہ جہالت زدہ علاقہ میں مذہبی تعلیم و تبلیغ اشاعت دین اور رفاہی خدمات کیلئے حضرت مولانا محمد عبدالمالک صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی قائم شدہ انجمن خدام الاسلام نے چوک تھانہ قریشی کے مقام پر دینی درس گاہ بنام مدرسہ اسلامیہ انوار القرآن جاری کی ہے اور ساتھ ہی ایک جامع مسجد بھی تعمیر ہو رہی ہے۔ تمام علاقہ میں دینی تعلیم کو پھیلانے کیلئے مزید مدارس قرآنی کا قیام مذہبی لٹریچر کی اشاعت اور مفت تقسیم عوام غرباء کیلئے خیراتی شفاخانہ اور عیدگاہ کی تعمیر بھی انجمن کے عزائم میں ہے اس منصوبہ کو پورا کرنے کیلئے کافی روپیہ کی ضرورت ہے جس کیلئے مخیر حضرات کی خدمت میں اپیل ہے کہ دینی خدمت میں انجمن کا ہاتھ بٹائیں ٭ (مہتمم مدرسہ فقیر عبدالرحمن نقشبندی چوک تھانہ قریشی تحصیل و ضلع مظفرگڑھ

حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم

فلسفۂ روزہ

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ط (سورۃ البقرۃ ۲ع ۲۳)

ترجمہ :- مہینہ رمضان کا ہے۔ جس میں نازل ہوا قرآن۔ ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی۔ اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ پس جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینے کو۔ تو ضرور روزے رکھے اس کے۔ اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری۔ اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تا کہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر، کہ تم کو ہدایت کی اور تا کہ تم احسان مانو۔

قرآنِ حکیم کی سالگرہ

لوح محفوظ سے قرآن حکیم کا نزول رمضان المبارک میں ہوا ہے۔ سارا قرآن حکیم ایک ہی مرتبہ آسمانِ دنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔

ہر قوم میں یہ قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو۔ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً یہود میں عاشوراء کا روزہ۔ عیسائیوں میں نزول مائدہ آسمانی کا دن۔ مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس لئے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ شکرِ نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ امتوں میں رائج تھا۔ جس طرح یہود میں عاشوراء کا روزہ اسی لئے رائج تھا۔ کہ اس دن فرعون غرق ہوا۔ اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

تمام اُمتوں میں روزہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے :-
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (سورۃ البقرۃ ۲ع ۲۳)۔

ترجمہ :- تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے انبیاءؑ علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا۔ کہ روزہ کے دن کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا۔ روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شریعت تک یوں ہی رہا۔ چنانچہ ابتداً میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا۔ اور اس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا۔ تو اہلِ کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا۔ کہ افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فراغت پا لیتے۔ سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ شروع ہو جاتا۔ کچھ عرصے کے بعد اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کر دیا۔

اوقاتِ روزہ میں اختلاف

البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزے کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔ اور یہود پر عاشوراء اور ہر سینچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔

نصاریٰ پر در اصل رمضان کے روزے فرض تھے۔ لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دِقت محسوس ہوئی۔ تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کریں گے۔

روزے کی صورت بغیر رُوح بیکار ہے

ہر عقلمند کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام کرتا ہے۔ اس کا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے۔ وہ فائدہ اس کی روح اور جان ہوتا ہے۔

اس طرح روزے کی بھی ایک صورت ہے اور دوسری اس کی روح۔ صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں۔ لیکن اگر مقصد روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے۔ تو وہ بے کار ہے۔

چنانچہ دربار نبوت سے ارشاد ہوتا ہے :-
مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْٓ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ۔

ترجمہ :- جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

(یعنی روزے سے قرب الٰہی اور حصول رضاء مولیٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے۔ وہ نہیں ہو گا۔)

اور دوسری روایت میں مروی ہے۔
اَلْغِيْبَةُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ۔

ترجمہ :- غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (انتہٰی)

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں۔ اسی طرح کسی کی غیبت جو زبان کا جرم ہے وہ بھی ممنوع ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ روزے کا

مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے ۔

رُوحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے۔ کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں۔ وہ صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بد اخلاقی سے اُسے نفرت ہو۔ خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے۔ ضبطِ نفس اور تحمّل کا خوگر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے۔ شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے۔ کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔

قوّتِ حیوانی کی شدّت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں اگر قوّتِ حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو انسان یقیناً بہت سی بُرائیوں سے رُک جائے گا۔

چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی اُمّت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے ۔

احادیثِ نبویہ اور اُن کی حکمتیں

پہلی حدیث

قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم: فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ

ترجمہ:۔ روزہ دار نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و غل مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے۔ (تو خود اس کے مقابلہ میں کچھ نہ کرے) اتنا کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

شرح حدیث

ترکِ رفث میں اقوال و افعال شہوانی سے روکنا مراد ہے۔

ترکِ صخب:۔ میں درندوں کی طرح شور و غل کرنے سے روکنا مطلوب ہے۔

ترکِ سب:۔ میں مطلق اقوالِ قبیحہ سے روک تھام ہے۔

ترکِ قتل:۔ سے مراد مطلق افعالِ قبیحہ سے ممانعت ہے۔

إِنِّي صَائِمٌ

روزہ دار پر جب کسی بیہودہ گو ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو تو اتنا کہہ دے۔ (بشرطیکہ اس کہنے سے اس کی طبیعت میں ریا نہ آ جائے۔) کہ مجھے روزہ ہے۔ اس لئے میں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں۔

بعض شارحین حدیث کا خیال ہے کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ دل میں روزے کا خیال کر کے مقابلہ سے باز رہے۔

دُوسری حدیث

قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم:۔
اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ

ترجمہ:۔ روزہ ڈھال ہے۔

ڈھال کے ذریعے سے انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے۔ پہلی حدیث شریف میں جو بیان ہوا ہے۔ کہ روزہ دار اقوال و افعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچائے۔ فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے۔ (کیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا جواب اسی طرح دیتا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزے کے سبب سے وہ آگ بجھ گئی۔)

حاصل یہ نکلا۔ کہ اس نے گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گزشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلیٰ ہو جائے گا۔ ضبطِ نفس اور تحمّل اس میں آئے گا۔ اپنے آپ کو شرارت اور فتنے سے بچائیگا دنیا میں اعلےٰ درجے کا امن پسند اور مرنجان مرنج شریف نظر آئے گا۔ ساتھ ہی اس کی معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جب ہر ایک مسلمان ان اوصافِ حمیدہ سے مزیّن ہو گا۔ تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھوانے کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔

سیاسی فائدہ

دنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزّت سے زندہ رہ سکتی ہے۔ جس کے پاس حیات قومی کے اعلیٰ اصول ہوں۔ اور وہ اُن کی پابندی کے لئے ہر مصیبت کو جھیلے۔ اور ہر مشقت کے سامنے سینہ سپر ہو۔ روزے میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیں گھنٹے بے آب و دانہ رہے۔ خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحور کو آنکھ نہیں کھلتی۔ مگر روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ دن کے کاروبار کا حرج بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن کاشتکار، ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے۔ اور پھر اتنا ہی نہیں۔ بلکہ دن کو یہ مشقت اور رات کو بیدار رہنا اور کافی وقت کھڑا ہو کر نماز تراویح ادا کرنا ہے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا۔ کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے۔ بسکٹ اور کیک سوڈا اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے۔ پانی پیئے اور کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آ جائے۔ تو دن اور رات کے چوبیں گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے۔ اور اس بات کا بھی عادی ہے۔ نہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا۔ بلکہ اُسے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔

چنانچہ فتوحاتِ اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ کہ مسلسل چوبیں گھنٹے لڑائی جاری رہی۔ دشمنانِ اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مسلمان اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے۔ جب تک کہ میدان جیت نہیں لیا۔

پیغامِ فتحِ اسلام

جو قوم سطح زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد رکھتی ہو۔ اور وہ اِن اصولوں کی

پابند ہو جائے۔ جو ارکانِ اسلام کے اندر انہیں سکھائے گئے ہیں۔ اور پھر فیصلہ کرے۔ کہ یا تخت یا تختہ۔ وہ قوم کبھی مٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہے گی۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ اس کی پشت پناہی فرمائے گا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لئے وقف ہو جائیں گی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ الآیۃ

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

روزے کے اُخروی فائدے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے روزہ رکھا۔ درآنحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے خیال سے رکھا۔ اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے درآنحالیکہ ایماندار ہو اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر کو قیام کیا۔ درآنحالیکہ ایماندار ہو اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حکمتِ مغفرت

روزے کے باعث سابقہ سارے گناہ معاف ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اے اللہ! میں نے کھانے پینے اور خواہشاتِ نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی کے خلاف قدم اٹھایا ہے اس سے باز آتا ہوں۔ اور تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سب کو چھوڑتا ہوں۔ اور مسلسل روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں۔ کہ تیری رضا کی پابندی مسلسل کروں گا۔ تیری مرضی کے خلاف خواہشاتِ نفسانی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا۔ اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے۔ کہ اے اللہ! تو نے اپنی شفقت ورحمت سے اعلان کیا ہوا ہے کہ میں ہر نیکی کا دس گنا کم ازکم اجر دوں گا۔ لہٰذا رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس حساب سے کم ازکم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے اور سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ تو گویا میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔

علیٰ ہٰذا القیاس رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے قرآنِ حکیم سے جو اعراض کیا ہے۔ اس سے تائب ہو کر تمسک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں۔ (گویا نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے۔) اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ میرا تمسک بالقرآن آئندہ ہمیشہ کے لئے رہیگا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ (قال اللہ تعالیٰ) اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم ازکم دس درجے پاتی ہے۔ اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں۔ (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص وللّٰہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سوائے روزے کے۔ کیونکہ وہ میرا ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔)۔۔۔۔ روزہ دار اپنی خواہشاتِ نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے اور روزہ (شیطان کا وار روکنے کیلئے) ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور بیہودہ شور وغل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے۔ تو کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (لیکن لڑائی نہ کرے) انتہیٰ۔

حکمتِ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزاء ذات حق جل وعلیٰ خود دیتا ہے۔ (دیا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضا الٰہی کے لئے چھوڑ دیا۔ جن پر اس کی زندگی کا دارومدار تھا۔ تو گویا اس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسبِ حال ہوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے۔ کہ خدائے قدوس اسے تسلی دیں۔ کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصِّيَامُ يَا رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا۔ لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہیگا۔ میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حقیقتِ شفاعت

جس جہان میں ہم بود و باش رکھتے ہیں اُسے عالمِ ناسُوت کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین جہان اور بھی ہیں۔ عالمِ ملکوت عالم جبروت، عالم لاہوت۔ عالم ملکوت کو عالم مثال بھی کہتے ہیں۔ عالم مثال میں یہاں کی ہر ایک چیز کا وجود ہے۔ بلکہ وہاں اُن چیزوں کا بھی وجود ہے جن کا وجود اس جہان میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے اعمال یا روزہ قرآن وغیرہ لہذا قیامت کے دن روزہ اپنے اس مثالی وجود میں مجسّم ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو گا۔ اور روزہ دار کے حق میں شفاعت کرے گا۔ انسان نے اپنے وطن میں روزے کی حمایت و ہمدردی کا حق ادا کیا تھا۔ اس کے بدلے میں روزہ اپنے وطن (عالم مثال) میں روزہ دار کی حمایت کرے گا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الصَّوْمَ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا وَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اور جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ کا آنا ضروری ہے۔ (مینیجر)

جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

قرآن و حدیث کا باہمی تعلق اور ارتباط

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پ ۶)۔

ترجمہ:۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نورؔ اور ایک روشن کتاب آئی۔

شاید نور سے خود نبی کریمؐ اور کتاب مبین سے قرآنِ کریم مراد ہے۔ یعنی یہود و نصاریٰ سے کہہ دو۔ کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آگئی۔ اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو۔ تو اس روشنی میں حق تعالےٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو۔ سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے۔ اور اندھیرے سے نکل کر اجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے۔

کتاب اللہ

دنیا میں بہت سی کتابیں آسمانی مانی جاتی ہیں۔ مگر ہوا پرستوں کے دستِ تصرف سے سوائے قرآنِ مقدس کے اور کوئی بھی آسمانی کتاب محفوظ نہ رہ سکی۔ قرآن مقدس پر گو آج چودہ سو برس کے قریب ہوگئے مگر پھر بھی بعینہٖ اُسی شکل و صورت کے ساتھ جس پر نازل کیا گیا، اب تک الحمد للہ محفوظ و موجود ہے۔ اس میں نہ کوئی چیز بڑھائی گئی اور نہ ہی کم کی گئی۔ نہ لفظوں میں سرِمُو فرق ہو سکا۔ نہ معنی اور مفہوم میں کوئی تبدیلی ہو سکی۔

یہ صرف قرآن کریم کا اعجاز ہے اور بے نظیر اعجاز۔ اور یہی مصداق ہے آیت:۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ ۱۴)۔

ترجمہ:۔ ہم نے اس کتاب کو نازل کیا۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔)
کا اس پر جس قدر بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

کتاب الٰہی اور کلامِ مقدس کی بلیغ عربی عبارت کے اندر حقائق و معارف کے نہایت قیمتی جواہر چھپے تھے۔ ان کو عام لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے علماءِ ربّانیین کھڑے ہوئے اور جس جس علم کی ضرورت محسوس ہوتی گئی۔ اس کی تدوین یہ حضرات اپنی ذہنی اور فکری صلاحیتوں سے فرماتے گئے۔ اور درجہ بدرجہ اس میں نمایاں طور سے ترقی ہوتی رہی۔ صدہا مختصر و مفصّل کتابیں لکھی گئیں۔ اور جس سے قرآنِ کریم کے قیمتی خزانہ تک پہنچنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا۔ کہ ان علوم کی مدد سے ہر ملک اور قوم کا آدمی بآسانی اللہ کی کتاب سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

یہ علوم علم القرآن کے مبادی سمجھے گئے۔ ان مبادی کے بغیر قرآن کی مراد کو سمجھنا، اور اس کے اصلی اغراض و مقاصد تک رسائی پیدا کرنا ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کے بغیر دیکھ لینا اور کان کے بغیر سُننا۔

واقعی علمائے اسلام کا اسلام اور مسلمانوں پر بہت ہی بڑا احسان ہے۔ اگر وہ ان علوم کی تدوین نہ کرتے۔ اور ان کی اشاعت کے لئے عرق ریزی نہ فرماتے۔ تو ہم نہ قرآن کی مراد کو پہنچ سکتے۔ اور نہ قرآن ملحدانہ خیالات کی آمیزش اور ڈاکہ زنی سے محفوظ رہتا۔

سُنّتِ رسُول اللہؐ

جس طرح آج چودھویں صدی میں قرآنِ کریم اپنی نزولی کیفیات اور خدّو خال سے بلا کم و کاست موجود ہے۔ اور اس پر جس قدر بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

ٹھیک اسی طرح مسلمانوں کے اس فخر و امتیاز میں بھی کوئی دوسری قوم ان کی حریف اور ہم پلّہ نہیں ہو سکتی۔ کہ انھوں نے اپنے پیغمبر کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اور اُن کی زندگی کا ایک ایک گوشہ اس

استغفار اور احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ کہ کسی بڑے سے بڑے شخص کے بھی حالات و واقعات اس طرح تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ توقع کی جا سکتی ہے اس سے زیادہ اور کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ؐ کے اقوال و افعال کی تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے اور ملنے والوں میں سے تقریباً تیرہ ہزار اشخاص کے نام اور حالات قلمبند کئے گئے اور اس زمانے میں کئے گئے جب تصنیف و تالیف کا آغاز تھا۔

کیا دنیا میں کسی شخص کے رفقاء میں سے اتنے زیادہ لوگوں کے نام اور حالات قید تحریر میں آئے ہیں ؟ یا آ سکتے ہیں ؟ یہ صرف محمد ؐ عربی ... (فداہ امّی و ابی) کا اعجاز ہے۔

ضرورت حدیث

ایک بلیغ کلام میں حسب حال کبھی اجمال سے کام لیا جاتا ہے۔ کبھی تفصیل سے، جب اجمال ہو گا تو اس کی توضیح خود مؤلف یا اور کسی کی طرف سے ضرور ہونی چاہیئے۔ ورنہ اجمال مفید مطلب نہ ہو سکے گا۔

قرآن کریم دنیا میں آخری کتاب ہے اور تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہ کتاب الٰہی دوسری تمام آسمانی کتابوں سے زیادہ جامع، مکمل اور مفصل ہے۔ اس میں عبادات، اخلاق و معاشرت معاملات، سیاست، اقتصاد، معاش و معاد ہر چیز کا بیان ہے۔ لیکن یہ بھی بالکل بدیہی اور ظاہر ہے۔ کہ ان تمام امور کا بیان قرآن کریم میں کلّی اور اصولی طور پر ہے۔ اور یہی ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ جملہ جزئیات کا علیحدہ علیحدہ تفصیلی بیان قرآن کریم کے برابر محدود اور متناہی کتاب میں ممکن نہیں۔ دوسرے ایسے تفصیلی بیان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔

ہر آدمی جس کو علم سے کچھ تعلق ہو جاتا ہے کہ دنیا کے جملہ علوم و فنون کی کتابوں میں صرف اصولی مسائل اور قواعدِ کلیہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور ہر مصنف کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ طالب علم اُستاد کی مدد سے ان کلیات کا علم اس طرح حاصل کرلے کہ جزئیات کے احکام و حالات ان ہی کلیات سے معلوم کر سکے۔

اصلی معلّم قرآن

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ ربّ العزت نے دُنیا کی ہدایت کے لئے قرآن کریم کو اکیلا نہیں بھیجا۔ اور قرآن کے ذریعہ سے اصلاح و ہدایت کی یہ شکل اختیار نہیں کی۔ کہ اِس کو کتابی شکل میں بھیج کر لوگوں سے کہہ دیا ہو کہ اِس کتاب کو ہر شخص بطور خود پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ نہیں بلکہ قرآن سے پہلے ایک برگزیدہ رسول ؐ کو بھیج کر اُن ہی کے سینہ معارف گنجینہ میں قرآن نازل کیا اور آپ کو مکلّف فرمایا۔ کہ آپ لوگوں کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سُنائیں۔ اور اس کتاب کا درس و تعلیم بھی دیں۔ اور اس کے رموز و اسرار لوگوں پر کھول دیں۔

امام شاطبیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سنّت کیا ہے۔ وہ درحقیقت قرآن ہی کی دوسری مفصّل شکل ہے۔ اس کے مجملات کی تفصیل، اس کی مشکلات کا بیان اور اس کے مختصر اشارات کی شرح ہے۔

تفصیل سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں روزہ، نماز، حج بلکہ تمام عبادات و معاملات کی کوئی تفصیل ذکر نہیں کی گئی۔ سنّت نے اس اجمال کی تفصیل کی ہے۔ مثلاً اگر قرآن نے نماز کا حکم دیا ہے۔ تو سنّت نے اس کے ایک ایک جزء کی تفصیل کی ہے۔ وَ علیٰ ہذا القیاس۔ گویا سنّت کتاب اللہ کے احکام کے لئے بمنزلہ تفسیر و شرح کے ہے۔

حدیث کی یہ حیثیت امام اوزاعیؒ نے جامع بیان العلم میں حسان بن عطیہ سے نقل فرمائی ہے۔ نیز امام اوزاعیؒ نے مکحولؒ تابعی سے نقل فرمایا ہے۔ کتاب اللہ سنّت کی طرف زیادہ محتاج ہے بہ نسبت سنّت کے کتاب اللہ کی طرف۔

اَلْکِتَابُ اَحْوَجُ اِلَی السُّنَّۃِ مِنَ السُّنَّۃِ اِلَی الْکِتَابِ۔

حافظ ابو عمر اس کی مراد یہ بیان فرماتے ہیں:

یُرِیْدُ اِنَّھَا تَقْضِیْ عَلَیْہِ وَ تُبَیِّنُ الْمُرَادَ مِنْہُ۔

امام اوزاعی کی مراد یہ ہے۔ کہ سنّت قرآن کی مراد بیان کر دیتی ہے۔ نیز امام اوزاعیؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت ؐ پر وحی آیا کرتی تھی اور جبرئیلؑ آپ کے پاس وہ سنّت لے کر آیا کرتے تھے۔ جو اس کی تفسیر کر دیتی تھی۔

اعلام الموقعین میں حافظ ابن قیمؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ احادیث کے ذخیرہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو کل تین قسم کی احادیث نظر آتی ہیں۔

(۱) بعض احادیث وہ ہیں جن میں بعینہٖ وہی حکم مذکور ہے۔ جو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) بعض میں کسی مجمل کی مراد یا کسی لفظ کی تفسیر مذکور ہے۔ ان دونوں قسم کی حدیثوں میں آپ ؐ کی اطاعت کا کوئی خاص مفہوم و مصداق ادا نہیں ہوتا اگر یہ احادیث بھی نہ ہوتیں جب بھی یہ احکام قرآن میں مذکور ہونے کی وجہ سے واجب الاطاعت تھے۔ پس یہ اَطِیْعُوا اللّٰہ کے تحت میں درج ہیں۔

(۳) بعض احادیث وہ ہیں۔ جن میں وجوب و حرمت کے وہ احکام مذکور ہیں جن میں قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے۔ ان ہی احکام کے ماننے کے لئے قرآن پاک نے وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ تیسری قسم واجب الاطاعت نہ ہو تو پھر خاص اطاعتِ رسول ؐ کا کوئی مصداق ہی نہیں نکلتا۔

خلاصہ یہ کہ پوری آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پر اسی وقت عمل ہو سکتا ہے۔ جب ہر سہ قسم کی احادیث کی اطاعت کی جائے۔

قرآن پاک نے رسول ؐ کی مستقل اطاعت کو بھی خدا کی اطاعت کی دوسری شکل قرار دیا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ ۵ ع ۶)۔ رسول کی اطاعت ایک لحاظ سے خدا ہی کی اطاعت ہے۔

حاصل یہ ہے کہ قرآن کو تسلیم کر کے حدیث کا انکار ممکن نہیں۔ اور حدیث کا انکار کر کے قرآن کو ماننے کی کوئی صورت نہیں۔ جس طرح توحید رسالت کو اور رسالت توحید کو مستلزم ہے۔ ان دونوں میں متن اور شرح کی نسبت ہے۔ پھر یہ متن شرح ہیں، اور شرح متن میں اسطرح درج ہے۔ کہ ایک کا

اقرار و انکار دوسرے کا اقرار و انکار بن جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں متن کی طرح اِسکا بیان بھی خدا ہی کی طرف سے ہے۔ گویا ماتن ہی خود شارح بنا ہوا ہے اس لئے ایسی شرح کو متن سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ایسے بیان کو اصل کتاب سے علیحدہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی لئے مطرف بن شخیر سے جب کسی شخص نے کہا۔ آپ ہمارے سامنے قرآن کے سوا اور کچھ نہ بیان کیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا:۔ وَاللّٰہِ مَا نُرِیْدُ بِالْقُرْاٰنِ بَدَلًا وَلٰکِنْ نُّرِیْدُ مَنْ ھُوَ اَعْلَمُ بِالْقُرْاٰنِ (موافقات) ترجمہ:۔ خدا کی قسم ہم بھی قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہیں چاہتے۔ لیکن ہم اس سے کیسے قطع نظر کر سکتے ہیں جو قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔

پس قرآن و حدیث میں صرف فرق مراتب ہے۔ ورنہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کی جدائی اور علیحدگی دوسرے سے متصور اور ممکن نہیں۔ فرق صرف اِس قدر ہے۔ کہ حدیث کا رُتبہ قرآن سے کمتر سمجھا گیا ہے۔

رُتْبَۃُ السُّنَّۃِ التَّاخُّرُ عَنِ الْکِتَابِ (موافقات) سنّت کا مرتبہ قرآن کریم کے بعد میں ہے۔

امام شاطبیؒ کا ارشاد ہے۔

"حنفیہؒ نے جو واجب اور فرض کا فرق کیا ہے وہ اسی بات پر مبنی ہے کہ قرآن کو حدیث پر ترجیح ہے اور اس بات پر کہ قرآن کریم کا اعتبار سنّت سے قریب تر ہے۔"

آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر آج تک خلفائے راشدین، تابعین، آئمہ مجتہدین علمائے خیر تمام کے تمام اپنے استنباطات اور اجتہادات میں قرآن پاک کے بعد احادیث اور اقوال نبیؐ کی تقلید و اتباع کرتے رہے ہیں۔

لیکن اگر اسلام کے ان نئے محسنوں (منکرین حدیث) کے خیالات مان لئے جائیں۔ تو لازم آئے گا۔ کہ یہ سب کے سب نعوذ باللہ مُشرک، انسان پرست اور کتاب اللہ کے تارک تھے۔ اور آج جو نئے مفسّر اور نئے فقیہہ بنے ہیں۔ ان کے اقوال و اجتہادات اور استنباطات کے ماننے والے سچے موحّد، سچے دیندار اور کتاب اللہ کے سچے پیرو ثابت ہوں تو نعوذ باللہ آنحضرتؐ کا دینِ پاک نہایت ناکام رہا، اور چودہ سو برس تک ناکام رہا یہانتک کہ ملک کے ایک حصہ میں کتاب اللہ کے چند ماہرین اسرار پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کو دنیا میں آشکارا کیا اور وہ کام کیا جو نہ خود رسول اللہؐ نے انجام دیا، نہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے، نہ عثمانؓ و علیؓ نے اور نہ ہی وہ اور دوسرے صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمہ مجتہدین سے انجام پا سکا۔ (سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ)۔

پھر ہمیں بتایئے کہ قرآن کی عملی تصویر دنیا میں کبھی جلوہ گر تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو وہ کب اور کس لباس میں۔ اور اُس کی تاریخ کہاں سے ملے گی؟ اور اگر نہ تھی تو قرآن سے زیادہ ناکام صحیفہ آسمانی دنیا میں اور کون ہو گا؟ کیا کسی مسلمان کی غیرتِ اسلامی اس خیال کو جائز رکھتی ہے؟ کوئی مسلمان اس کا جواب نفی میں دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب کہ قرآن کریم خود ہی بتلا رہا ہے کہ اسکے معلّم اوّل صلے اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ فہم و قرآن کے بارے میں ایک خاص بصیرت اور سوجھ عطا کی گئی تھی۔ جس کے باعث آپ شارح اور مبین تھے۔ اور آپؐ کی شرح و تبیین اور تعلیم اس بصیرت کی روشنی میں ہوتی تھی۔ جو آپکو خاص من جانب اللہ عطا ہوئی تھی۔ اور چونکہ "ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند" یہ بصیرتِ خاصہ آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اس لئے ہر اُمتی کو قرآن حکیم کے باریک معانی، دقیق مطالب اور اس کے غوامض و دقائق رموز و اسرار تک رسائی کے لئے حضرتِ شارح قرآن علیہ السلام کی شرح و بیان کی روشنی درکار ہو گی۔ بالکل بدیہی بات ہے کہ قرآن کا کچھ نہ کچھ فہم تو ہر اس شخص کو عطا ہوا ہے جو عربی زبان کا حرف شناس ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اس فہم کے مراتب و درجات مختلف ہیں۔ رات دن کا مشاہدہ ہے۔ کہ ایک آیت کو ہم بار بار پڑھتے ہیں اور وہ سینکڑوں مرتبہ ہماری نظر سے گزرتی ہے۔ لیکن کسی خاص نکتہ کی طرف ہماری رسائی نہیں ہوتی۔ لیکن ایک دوسرا شخص اس سے بیک نظر کوئی بہت نفیس علمی نکتہ اخذ کر لیتا ہے۔ پس جب بے ذہن کے ایک امتی کو دوسرے امتی پر فہم قرآن میں یہ برتری حاصل ہے تو کیا خود اس کو جسکے قلبِ مبارک پر قرآن نازل ہوا اور جسکا سینہ بالقاء ربانی وحی آسمانی سے معمور ہوا۔ اس کو فہم قرآن میں کوئی خاص... تفوق (برتری) و امتیاز حاصل نہ ہو گا؟ یقیناً ہو گا۔

اسی فہم خاص کے ذریعہ جو شرح و بیان ہو گا۔ وہی حدیث ہے اور اسی کا نام سنّت ہے اور اسی کی اطاعت و پیروی پر نجاتِ اُخروی کا مدار ہے۔

اس سے ہٹ کر جس کے دامن میں جو بھی کچھ ہے اور جہاں بھی ہے وہ ہوائے نفس کی پیروی ہے۔ یا پھر ضلالت اور گمراہی۔

اور یہی وہ علم ہے جس کی نسبت آپؐ نے اپنے آخری حج، حجۃ الوداع میں عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ (حدیث)

ترجمہ:۔ دیکھو میں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم اِن دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اُس کے رسولؐ کی سنّت (حدیث) ہے"

(مولانا حامد الرحمٰن صاحب صدیقی کاندھلوی)

خلاصہ

مسلمان اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ قرآن و حدیث دین کا ستون ہیں اور یہی دو چیزیں دین کی اصل ہیں۔ نیز اِن دونوں کا ایک دوسرے سے ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن اگر جسم ہے تو حدیث اُسکی رُوح، اور... کتاب اللہ اگر متن ہے تو احادیث نبویہؐ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اُس کی شرح ہیں۔

اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دنیا کے امن و امان اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی خوشگواری کی جانب اسلام ہی نے صحیح رہنمائی کی ہے۔ اگر مسلمان پونے چودہ سو سال پیچھے لوٹ جائیں اور اس مجرّب نسخہ کو استعمال کریں۔ جیسے ہمارے اسلاف نے استعمال کیا تھا تو آج کی نکبت و فلاکت کا مداوا ہو جائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

آپ کے خطوط

انبیاء علیہم السلام کی نظر اسباب کی بجائے خالق اسباب پر ہوتی ہے

قرآنی تعلیم کا ایک مقدس شعبہ

جناب قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب غفرلہ ۔ شمس آباد اٹک

یہ سیہ کار اوائل رمضان المبارک میں امام الاولیاء امیر العلماء حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری دامت برکاتہم کی کفش بوسی کا شرف حاصل کرنے کے بعد جب اعلیٰ حضرت کی اجازت سے واپس ہونے لگا تو بعد از نماز فجر واجب الاحترام مولانا عبید اللہ انور صاحب نے ارشاد فرمایا۔ "کہ آج حضرت کی طبیعت علیل ہے اس لئے آپ درس قرآن مجید کے لئے تشریف نہ لائیں گے ۔ یہ درس تجھے دینا چاہیئے۔"

یہ سیہ کار کب اس قابل تھا کہ اس مسند پر اس گناہگار وجود سے بیٹھ سکے۔ اسلئے واپسی کی تیاری کی معذرت چاہ کر واپس ہو پڑا۔ مگر لاہور سے لے کر یہاں تک اپنی اس گستاخی پر نادم رہا کہ مجھے مخدوم زادہ مکرم زید مجدھم کا ارشاد مان لینا چاہیئے تھا۔ ایک ایسے سیہ کار کیلئے جسکے لئے صرف اکابر کی توجہ ہی سرمایۂ دارین ہو۔ ایسی حرکت دلی پریشانی کا باعث ہونا ضروری تھا۔ اسی کشمکش میں بہ سامانِ تسکین پیدا ہوا ۔ کہ ان ہی آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر درس کی شکل میں ترتیب دے کر "خدام الدین" میں دی جائے ۔ شاید تلافیٔ مافات ہو کر کفارہ ذنوب ہو سکے ۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماویں ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ وَھِیَ تَجْرِیْ بِہِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ وَ نَادٰی نُوْحُ ۨابْنَہٗ وَکَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝ (ھود)

.... یہ آیات سورہ ہود کی ہیں ۔ ان کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ سے ہے ۔ آیات سابقہ میں گزر چکا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بامر خداوندی کشتی تیار فرمائی جب طوفان بپا ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور منکرین نے بھی اپنے اپنے بچاؤ کے لئے اسباب مہیا کر لئے ۔ بظاہر حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم دونوں نے ایسے اسباب اختیار کر لئے تھے جو پانی میں ڈوبنے سے بچا سکتے تھے ۔ اسیطرح انبیاء علیہم السلام نے دوسرے مقامات پر بھی اسباب کو اختیار فرمایا ۔ مگر

(ل) انبیاء علیہم السلام کی نظر اسباب پر نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی ان کا اعتماد اسباب خارجیہ پر ہوتا ہے ۔ بلکہ ان کی نظر خالق اسباب عزّ اسمہٗ پر ہوتی ہے ۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحیرہ قلزم اور فرعون جیسے ظالم، قاتل و سفاک کی مہیب فوجوں میں گھری ہوئی قوم کو یہ فرما کر تسکین دی ۔

قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤی اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ ۝ قَالَ کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ ۝ (الشعراء)

قوم موسیٰؑ نے دیکھا کہ عالم اسباب میں وہ تہی دامن تھے ۔ پیچھے سے خونخوار دشمن اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہے ۔ آگے بحیرہ قلزم ہے ۔ جس میں کودنا ہلاکت ہے "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" ۔ اسلئے انہوں نے بشری تقاضوں سے متاثر ہو کر یہ کہہ دیا کہ "اب تو ضرور مارے جائیں گے" مگر نبی (علیہ السلام) جس کی نظر بجائے اسباب کے خالق اسباب پر ہے وہ فرماتے ہیں ۔ "یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی ۔ تم مت گھبراؤ ۔ میرا رب میرے ساتھ ہے ۔ ابھی میری راہ نمائی فرما دے گا"۔

چنانچہ وہی ہوا ۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا ۔ فرعون اور فرعونی غرق ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بچ گئے ۔

خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں قیام فرما ہیں ۔ جانی دشمن غار کے منہ پر پہنچ گئے ہیں ۔ عالم اسباب میں اب ہلاکت یقینی ہو گئی ہے ۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم اسباب پر نظر کرتے ہوئے گھبرا جاتے ہیں ۔ مگر سید الانبیاء علیہ السلام عالم اسباب سے لاپرواہ ہو کر فرماتے ہیں :۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ)

(تو ذرا بھی غم نہ کر ، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ۔)

(ب) اور جب اسباب پیدا ہو جائیں ۔ تو ان کو بھی استعمال کرتے ہوئے صاف اعلان فرما دیتے ہیں ۔ کہ یہ اسباب بھی بامر خداوندی استعمال کئے جا رہے ہیں ۔ ورنہ ہماری نظر تو اسباب پر نہیں ہے ۔ بلکہ خالق اسباب پر ہے ۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کشتی پر سوار ہوتے وقت فرما دیا تھا کہ تم اس کشتی کو نجات دہندہ نہ سمجھو ۔ بلکہ اس پر چڑھتے وقت اس امر کا اعلان کر دو ۔ کہ یہ تو اللہ تعالےٰ کے قبضہ تصرّف میں ہے اور زیر فرمان ہے ۔ جب وہ چاہے چلیگی ۔ جب وہ چاہے ٹھہریگی ۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْہَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىہَا وَ مُرْسٰہَا (ھود)

اور حضرت نوح (علیہ السلام) نے کشتی میں سوار ہونیوالوں سے فرمایا کہ تم اس کشتی میں سوار ہو جاؤ ، اللہ کے نام سے ہی اسکا چلنا ہے اور اسکے نام ہی سے اسکا ٹھہرنا ہے ۔

(ج) ان آیات گرامیہ میں اسی عقیدہ کو واضح فرمایا جبکہ حضرت نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے سے یہ فرمایا کہ "اے میرے بیٹے آ میرے ساتھ سوار ہو جا تجھے کافروں کے ساتھ نہ رہنا چاہیئے ۔ تو بیٹے نے جواب میں یہ کہا" کہ میں ابھی پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا جو مجھے ڈوبنے سے بچا لیگا ۔"

اب حضرت نوح علیہ السلام اسکو یہ جواب دے سکتے تھے کہ جس چیز پر تو سوار ہے وہ کمزور ہے ۔ پانی کی موجوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ میری کشتی بڑی مستحکم ہے جسکا کام ہی ہے کہ پانی کی موجوں سے بچا کر سلامتی سے ہمکنار کرے ۔ مگر اس صورت میں آپکی نظر بھی سبب پر رہ جاتی ۔ حالانکہ سبب پر نظر رکھنا شانِ اعتماد کیخلاف ہے اسلئے آپنے جواب میں یہ فرمایا ۔ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۔ آج اللہ کے عذاب سے کوئی چیز بھی نہیں بچا سکتی نہ کوئی بچ سکتا ہے ہاں وہی بچ جائیگا جس پر اللہ تعالےٰ کا رحم و کرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم کافر اور نافرمان پر نہیں ہو گا ۔ بلکہ ایمان والوں پر ہو گا ۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۔ اور اللہ تعالےٰ مومنوں پر بڑا مہربان ہے ۔

بالفاظ دیگر حضرت نوح علیہ السلام یہ فرما رہے تھے کہ :

"اے بیٹے آج تو عذاب الٰہی سے نہ تیری سواری بچا سکتی ہے نہ میری کشتی بچا سکتی ہے ۔ عذاب سے تو وہی بچیگا ۔ جس پر اللہ تعالےٰ کا رحم و کرم ہو گا ۔ میری کشتی بھی اُسی کے رحم و کرم کے سہارے چل رہی ہے ۔ اور اُسی کے سہارے بچ جائے گی ۔ واللہ اعلم ❊

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب رسا نگھڑ

روزہ فرض ہے

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔
(البقرۃ آیت ۱۸۳ - ع ۲۳) -

ترجمہ:- اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

حاشیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب

"یعنی روزہ سے نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑیگی۔ تو پھر اس کو ان مرغوبات سے جو شرعاً حرام ہیں روک سکو گے۔ اور روزے سے نفس کی قوت اور شہوت میں ضعف بھی آئے گا۔ تو اب تم متقی ہو جاؤ گے۔

بڑی حکمت روزہ کی یہی ہے، کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو۔ اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا کرنا سہل ہو جائے۔ اور متقی بن جاؤ۔

جاننا چاہیئے کہ یہود اور نصارٰے پر رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ مگر انہوں نے اپنی خواہشات کے موافق ان میں اپنی رائے سے تغیر و تبدل کیا۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں ان پر تعریض ہے۔ معنٰی یہ ہوں گے کہ اے مسلمانو! تم نافرمانی سے بچو۔ مثل یہود اور نصارٰی کے اس حکم میں خلل نہ ڈالو۔"

روزوں کا مہینہ

رمضان روزوں کا مہینہ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ۔
(البقرہ - آیت ۱۸۵) -

ترجمہ:- رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اُتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں۔ اور حق و باطل میں فرق کرنیوالا۔

لہٰذا روزے رکھو

اب تم پر فرض ہے کہ اس بابرکت مہینے کے روزے رکھو۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ط (البقرہ آیت ۱۸۵)۔

ترجمہ:- سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے۔ تو اس کے روزے رکھے۔

رمضان مبارک جو پرہیزگاری کی

عملی تعلیم

دینے کا مہینہ ہے سال میں ایک بار آتا ہے۔

لہٰذا

ہمیں پوری تندہی کے ساتھ سب حقوق کی رعایت کرتے ہوئے روزے رکھنے چاہئیں۔

تاکہ

ہم پرہیزگار بن جائیں۔ اور آگے چل کر زندگی کی تگ و دَو میں نفس کی خواہش پر چل کر پرہیزگاری کا دامن نہ چھوڑ بیٹھیں۔ اور خواہشات نفسانی کو روکنے کا ملکہ حاصل ہو جائے۔

ایک رُکن

دین اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے روزہ ان میں ایک ہے

جس طرح

ایمان لانے کے بعد نماز باقاعدہ پڑھنا اور صاحب نصاب پر ہر سال باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرنا، زندگی میں ایک بار صاحب استطاعت پر حج کرنا فرض ہے

اُسی طرح

ہر کلمہ گو پر رمضان کے روزے رکھنے بھی فرض ہیں۔

بیماری یا سفر کی حالت میں اگر کچھ روزے چھوٹ جائیں تو ان کی قضا واجب ہے۔ رمضان گزرنے کے بعد یہ روزے رکھے جائیں۔

آج کل سفر میں گھر کی طرح سہولتیں موجود ہیں۔ طویل سے طویل سفر بھی آرام کے ساتھ کٹ جاتا ہے۔ اس لئے سفر میں روزہ رکھنا دشوار نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے خدمت گرامی میں عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں سفر میں روزے رکھا کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ چاہے رکھو چاہے نہ رکھو۔
(بخاری شریف)

روزہ چھوڑ دینا

اگر جان بوجھ کر بلا عذر شرعی ایک روزہ بھی ترک کر دیا جائے۔ تو اس روزے جتنا ثواب ساری عمر روزے رکھ کر بھی نہیں پایا جا سکتا۔

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جو شخص بغیر کسی اجازت والے عذر کے یا بیماری کے رمضان میں ایک دن روزہ نہ رکھے تو ساری عمر روزے رکھنا بھی اس کا معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ یعنی اگر بغیر کسی شرعی اجازت یا رخصت کے اگر کسی نے ایک دن کا بھی ناغہ کیا۔ تو ساری عمر روزہ رکھنے سے اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ (مشکوٰۃ)

ان احکامات کی موجودگی میں ان لوگوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ جن کی ماشاء اللہ صحت جسمانی بھی ٹھیک ہے۔ کوئی دشوار سفر بھی درپیش نہیں۔ مگر اس کے باوجود انہیں روزہ رکھنے کا خیال تک نہیں آتا۔ انہیں چاہیئے کہ فوراً توبہ کریں۔ اور روزے رکھ کر اس بابرکت مہینہ کی بھلائیوں سے بہرہ ور ہوں۔

ایک اعلان

رمضان کی ہر رات ایک منادی کرنیوالا بذریعہ اعلان نیکی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور برائی سے روکتا ہے۔

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات آتی ہے۔ تو شیطان اور سرکش جن قید کئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند

کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا۔ نیز ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے، کہ اے نیکی کے طالب! نیکی کی طرف متوجّہ ہو۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے! برائی سے باز رہ۔ (اس مبارک مہینہ میں) اللہ تعالےٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور ہر رات کو ایسا ہوتا ہے۔ یعنی منادی کرنیوالا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ہمیں چاہیئے کہ اس اعلان کو لبیک کہتے ہوئے نیکیوں میں لگے رہیں، اور گناہوں سے توبہ کریں۔

نیکی کا اجر

اس مبارک مہینہ کی ایک خصوصیّت یہ ہے کہ جو نیکی اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور قربت حاصل کرنے کے لئے کی جائے۔ اس کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ملتا ہے۔ اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستّر فرض ادا کرنے جتنا ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت بڑا انعام ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس ماہِ مبارک میں فرائض کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ نفلی عبادات میں لگ کر دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ثواب حاصل کریں۔

عبادت کا شوق

یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ ہم فرائض کی ادائیگی میں ہی سستی سے کام لیتے ہیں۔ مگر ہمارے اسلاف تو نوافل کا بھی بڑا اہتمام کرتے تھے۔ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چل کر کم از کم فرائض کو تو بڑی ہمّت سے بجا لاتے رہنا چاہیئے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن کو (نفلی) روزے رکھتے ہو۔ اور رات کو کھڑے ہو کر (نفلی) نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ آپؐ نے فرمایا (نفلی) روزہ رکھا بھی کرو اور نہ بھی رکھا کرو۔ (نفلی) نماز پڑھا بھی کرو۔ اور سویا بھی کرو۔ تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے (کہ اسے آرام دو) تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے (کہ انہیں نیند سے آرام پہنچاؤ)۔ اور بیوی کا بھی حق ہے۔ اور مہمان کا بھی حق ہے۔ (حقوق العباد کا بھی خیال رکھو) تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرو۔ کیونکہ تمہیں ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملے گا۔ اور یہی ساری عمر کے روزے ہو جائیں گے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے خود اپنے لئے سختی اختیار کی۔ اس لئے مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! مجھے اپنے آپ میں (ایسا کرنے کی) قوّت معلوم ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا۔ پھر خدا کے پیغمبر حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرح روزہ رکھا کرو۔ اس سے زیادتی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کس طرح ہوتے تھے۔ فرمایا نصف عمر کے۔ (یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ناغہ کرتے۔) اسی حدیث کی بناء پر حضرت عبداللہؓ بن عمر بڑھاپے میں فرماتے۔ کاش! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کو قبول کر لیتا۔ (بخاری شریف)

جنّت کا ملنا

جن نیک اعمال کی بدولت اللہ تعالیٰ جنّت عطا فرمائے گا۔ ان میں روزہ بھی شامل ہے۔

حدیث

حضرت طلحہ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک پراگندہ سر اعرابی، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! مجھے بتلایئے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کونسی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ پانچ نمازیں۔ ہاں اگر تم (ان کے علاوہ) نفل پڑھو تو اور بات ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ مجھ پر کتنے روزے فرض ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ماہ رمضان کے روزے۔ (ہاں اگر تم اِن کے علاوہ) نفل روزے رکھو۔ تو اور بات ہے۔ اس نے عرض کیا۔ زکوٰۃ کتنی واجب ہے؟ آپؐ نے اس کو (زکوٰۃ کے بارے میں) اسلام کے قانون بتائے۔ (یہ سب سُن کر) اس نے عرض کیا۔ اس خدا کی قسم ہے جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ معزّز فرمایا ہے۔ اس میں مَیں نہ کچھ زیادتی کروں گا۔ اور نہ ہی فریضہ الٰہی میں کمی کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو جنّت میں داخل ہوگا۔

مخصوص دروازہ

جنّت کے ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ جس سے صرف روزہ دار ہی جنّت میں جائیں گے۔ یعنی روزہ داروں پر یہ ایک خصوصی رحمت ہے۔ کہ ان کے داخلہ کے لئے ایک علیحدہ دروازہ مقرّر فرما دیا گیا ہے۔

حدیث

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں۔ قیامت کے روز روزہ دار اس دروازہ سے جنّت میں داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہو گا۔ (اس دن) پکارا جائے گا:۔

اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ۔

روزہ دار کہاں ہیں؟

پس (جنّت میں جانے کے لئے) روزہ دار اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ جب وہ جنّت میں چلے جائیں گے، تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔

دو خوشیاں

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک (اس جہان میں) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ دوسرے قیامت کے دن جب وہ اللہ کو ملے گا۔ تو خوش ہو گا۔ (بخاری)

سارا دن بھوک پیاس برداشت کرنے کے بعد جو سرور و فرحت ایک روزہ دار پانی پیتے وقت محسوس کرتا ہے اس کا صحیح اندازہ روزہ دار کو ہی ہو سکتا ہے۔ باقی رہی آخرت کی خوشی۔ اس کا پتہ تب چلے گا۔ جب ایک پکارنیوالے

کی پیاری صدا کانوں میں پہنچے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں۔ ان کے لئے بہشت کا خاص دروازہ ریان کھلا ہے۔ وہ بہشت میں چلے جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

گناہوں کی معافی

عاصی بندوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ رمضان کے روزوں کی برکت سے وہ پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

حدیث

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (بخاری۔ کتاب الایمان۔ عن ابوھریرہؓ)

ترجمہ:- جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید پر رمضان کے روزے رکھے گا۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اب ہر کلمہ گو کو چاہیئے کہ روزے رکھ کر اس بخشش کا مستحق بنے۔

جھوٹ سے بچنا

روزہ دار یہ بات ہر وقت ذہن میں رکھے کہ جھوٹ بولنے سے روزہ کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری شریف)

لہذا روزہ دار کو چاہیئے کہ زبان پر پورا قبضہ رکھے۔ جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ جھوٹی شہادت نہ دے۔ کاروبار میں جھوٹ سے کام نہ لے۔ وغیرہ۔

روزہ ڈھال ہے

حدیث میں وارد ہے:-

اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ۔

ترجمہ:- روزہ ڈھال ہے۔

پہلے زمانہ میں ڈھال آلات حرب میں سے تھی۔ لڑائی میں دشمن کی تلوار کا وار بچانے کے لئے اس سے کام لیا جاتا تھا۔

اب ہمیں روزہ سے ڈھال کا کام لینا چاہیئے۔ نفس کی ہر غیر شرعی خواہش کو روزہ کا تصور سامنے لاکر روک لینا چاہیئے۔ مثلاً اگر آنکھ سے کسی غیر عورت کو دیکھنے کی خواہش دل میں ابھرے۔ تو روزہ کا خیال کر کے اس خواہش کو ٹھکرا دینا چاہیئے۔ کانوں سے اگر راگ و رنگ سننے کا جذبہ دل میں ابھرے تو روزہ کی ڈھال سامنے لاکر اس سے رک جانا چاہیئے۔ اسی طرح زبان کو فضول باتوں مثلاً گلہ، شکایت، چغلی، غیبت وغیرہ سے روکے رکھنا چاہیئے۔ ہاتھ پاؤں سے کوئی غیر شرعی کام سرزد نہ ہونے دینا چاہیئے۔ خیال رہے کہ منہ میں کوئی حرام لقمہ جانے نہ پائے۔ غرض سب اعضاء کو غیر شرعی امور سے بچانا چاہیئے اور قلب کو بھی پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حسد، کینہ اور بغض وغیرہ کو روزہ کی ڈھال کی آڑ لے کر پاش پاش کر دینا چاہیئے۔

جھگڑا اور گالی

روزہ دار کا کام نہیں کہ لوگوں کے ساتھ الجھتا پھرے۔ اسے جھگڑا کرنے والے کے ساتھ نہ تو جھگڑنا ہے۔ اور نہ گالی دینے والے کو جواباً گالی دینا ہے بلکہ اسے امن پسند، با اخلاق اور باحیا بننا ہے۔ اس کا رویہ ایسے موقعہ پر صبر اور ضبط کا ہونا چاہیئے۔ اور اس کا جواب یہ ہونا چاہیئے:-

اِنِّیْ صَائِمٌ۔ (بخاری)

ترجمہ:- میں روزہ دار ہوں۔

یعنی میرا روزہ ہر قسم کی بد اخلاقی سے مجھے روکتا ہے۔

سحری کھانا

حدیث

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً۔ (بخاری)

ترجمہ:- سحری کھاؤ۔ سحری کھانے میں برکت ہے۔

سحری کا اٹھنا بڑی خیر و خوبی کا باعث ہے۔ یہ مقبولیت دعا کا وقت بھی ہے۔ اگر بھوک نہ ہو تو چند دانے کھجور کے کھا کر اور چند گھونٹ پانی پی کر اس برکت کو حاصل کرنا چاہیئے۔

یہ وقت تہجد نماز کا ہے۔ خود کو اس کا عادی بنانا چاہیئے۔ فرض نماز کے بعد تہجد نماز کا بڑا درجہ ہے۔ ہوسکے تو رمضان گزرنے کے بعد تہجد نماز کی عادت پر قائم رہیئے۔

سحری کھا کر سو جانے سے فجر کی نماز قضا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے اس لئے سحری کے بعد جاگتے رہنا ہی بہتر ہے۔ تاکہ فجر کی نماز جماعت سے ادا ہو سکے۔ اس لئے یہ تھوڑا سا وقت ذکر و فکر اور تلاوت قرآن مجید میں صرف کرنا چاہیئے۔

افطار روزہ

سورج چھپ جانے کے بعد افطار میں دیر کرنی منع ہے۔

حدیث

حضرت سہیلؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے۔ جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ میرے بندوں میں سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرے۔ (مشکوٰۃ)

کھجور یا پانی کے ساتھ روزہ افطار کرنا سنت ہے۔

حدیث

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں۔ تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے۔ اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں۔ تو چند چلو پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

تراویح نماز

یہ نماز صرف رمضان مبارک میں ہی مل سکتی ہے۔ اسلئے اسکا بڑا اہتمام کرنا چاہیئے اور مقررہ وقت پر مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت ادا کر کے بہت بڑے اجر کو حاصل کرنا چاہیئے۔ تراویح نماز کی بدولت اللہ تعالےٰ گزشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

دعا!

یا اللہ سب مسلمانوں کو رمضان کی برکات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا اللہ العالمین۔

بقیہ :

روزہ اور اس کا اصل مقصد

(صدا سے آگے)

نے فرمایا۔ کہ تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں۔ تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم ضرور متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے۔ اس لئے کہ روزے کا یہ نتیجہ تو آدمی کی سمجھ بوجھ اور اس کے ارادے پر موقوف ہے جو اس کے مقصد کو سمجھے گا اور اسکے ذریعے سے اصل مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ تو تھوڑا یا بہت متقی بن جائے گا۔ مگر جو مقصد ہی کو نہ سمجھے گا اور اُسے حاصل کرنے کی کوشش ہی نہ کرے گا۔ اُسے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی اُمید نہیں۔

آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے روزہ کے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ روزہ کی حقیقی روح سے غافل ہو کر بھوکا پیاسا رہنا کچھ مفید نہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو خدائے برتر کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ محض بھوکا پیاسا رہنا۔ روزہ نہیں، بلکہ اپنے نفس پر پورا کنٹرول کرنا اور برائیوں سے کامل طور پر بچنے کا نام اصل میں روزہ ہے۔

روزے کے سلسلہ میں ایک خاص بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ روزے کے سوا دوسری جتنی عبادتیں ہیں۔ وہ کسی نہ کسی حرکت سے ادا کی جاتی ہیں۔ مثلاً نماز میں آدمی اُٹھتا، بیٹھتا اور رکوع و سجود کرتا ہے۔ جس کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ حج میں آدمی ایک لمبا سفر کر کے جاتا ہے۔ اور پھر ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کے ساتھ سفر کرتا ہے۔ زکوٰۃ بھی کم از کم ایک شخص دیتا ہے۔ اور دوسرا شخص لیتا ہے۔ ان سب عبادتوں کا حال چھپائے چھپ نہیں سکتا۔ اگر آپ ان عبادات کو ادا کرتے ہیں۔ تب بھی دوسروں کو معلوم ہوتا ہے۔ اگر ادا نہیں کرتے۔ تب بھی لوگوں کو خبر ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس روزہ ایسی عبادت ہے۔ جس کا حال خدا تعالیٰ اور اس بندے کے سوا کسی دوسرے پر نہیں کھل سکتا۔ ایک شخص سب کے سامنے سحری کھا لے۔ اور افطار کے وقت تک ظاہر میں کچھ نہ کھائے پیئے۔ مگر چھپ کر پانی پی جائے یا کچھ چوری چھپے کھا لے۔ تو خدا کے سوا کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہوگی ساری دنیا سمجھتی رہے گی۔ کہ یہ روزے سے ہے اور وہ حقیقت میں روزے سے نہ ہو گا۔

• آج کل ہمارے بعض بھائی ایسا کرتے ہیں کہ سویرے اُٹھ کر سحری کھا لیتے ہیں پھر سارا دن چھپ کر کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے اور افطار کا وقت قریب ہوتا ہے۔ تو روزہ داروں کے ساتھ افطار میں شریک ہو جاتے ہیں۔

امام غزالیؒ نے روزہ کی تین۳ قسمیں بیان کی ہیں:۔

(۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) اخص الخواص کا روزہ۔

تشریح کا موقعہ نہیں البتہ ان میں ۳ کا روزہ سب سے افضل اور بہتر ہے۔ کیونکہ اس روزہ میں باقی تمام چیزوں کے علاوہ دل کو بُرے خیالات سے پاک رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ روزہ رکھنے کا اصل مقصد یہ ہے۔ کہ ایک مسلمان اللہ تعالےٰ کی رضا اور محبت کے لئے نفس کی جائز اور محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو ترک کر دے اور خدا کی خوشنودی اور رضامندی کو اپنا نصب العین بنا لے۔

دعا

درگاہِ ایزدی میں تہ دل سے دعا ہے کہ خداوند کریم ہمیں اخص الخواص کا روزہ رکھ کر اپنے خاص الخاص بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین ❊

ضرورتِ قاری

مدرسہ سراج الاسلام سمندری روڈ چک ۱۶۱ ۱۶؍ ناندلیانوالہ ضلع لائلپور کیلئے ایک حافظ و قاری کی ضرورت ہے خواہشمند حضرات اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔

مولٰنا مفتی محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا

مدرسہ تجوید القرآن

دینی حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت سے سُنی جائے گی کہ علاقہ چھچھ موضع تاجک ضلع کیمبل پور میں ایک مدرسہ تجوید القرآن زیر سرپرستی قاری مولٰنا عبدالحلیم صاحب معرض وجود میں آیا ہے۔

خواہشمند اصحاب استفادہ فرما سکتے ہیں۔ بیرونی طلباء کے لئے قیام و طعام کا مدرسہ ہذا ذمہ دار ہے۔

مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ مدرسہ کی امداد فرما کر اسکی ترقیات کا ذریعہ بنیں۔

(ناظم اعلیٰ قاری محمد داؤد صاحب مدرسہ تجوید القرآن)
موضع تاجک ضلع لائلپور

"تحفۂ رمضان" مُفت

مدرسہ اشرفیہ سکھر کیطرف سے احکام رمضان پر ایک رسالہ "تحفۂ رمضان" شائع کیا جا رہا ہے جسمیں روزہ، تراویح، شبینہ، شبقدر، اعتکاف صدقۂ فطر اور عید کی نماز کے مسائل وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ ایک ایک رسالہ مفت ملسکتا ہے زیادہ کی ضرورت ہو تو ڈاک کے ٹکٹ حسب طلب بھیجکر طلب فرمائیں۔

محمد احمد تھانوی مہتمم و ناظم مدرسہ اشرفیہ۔ سکھر

بچوں کا صفحہ

روزہ اور اس کا اصل مقصد

(جناب قاضی عبدالحفیظ صاحب مُبارک پُوری۔ کالونی ہائی سکول رحیم یار خاں)

عزیز نونہالو! یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہر وہ کام جو انسان کرتا ہے، اس میں دو چیزیں لازمی طور پر اس کے پیش نظر ہوا کرتی ہیں۔ ایک چیز تو وہ مقصد ہے۔ جس کے لئے کام کیا جاتا ہے اور دُوسری چیز اس کام کی وہ خاص شکل ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کی جاتی ہے۔ مثلاً کھانا کھانے کے فعل کو لے لیجئے۔ کھانا کھانے سے آپ کا مقصد زندہ رہنا اور جسم کی طاقت کو بحال رکھنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی صُورت یہ ہے کہ آپ کھانا پکوا کر اس کے نوالے بناتے مُنہ میں رکھتے اور دانتوں سے چباتے ہیں۔ پھر حلق کے نیچے اُتارتے ہیں۔ چونکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مناسب طریقہ یہی ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ نے اسی کو اختیار کیا۔ لیکن آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ اصل چیز وہ مقصد ہے جس کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے نہ کہ کھانے کی یہ ظاہری صُورت۔

اگر کوئی شخص لکڑی کا بُرادہ یا راکھ یا مٹی لے کر اس کے نوالے بنائے اور منہ میں لے جائے اور دانتوں سے چبا کر حلق سے نیچے اُتار لے تو آپ اُسے کیا کہیں گے۔ یہی نا کہ وہ پاگل اور بے وقوف ہے۔ کیونکہ وہ کھانے کے اصل مقصد کو نہیں سمجھتا اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ بس کسی چیز کو نگل لینے ہی کا نام کھانا کھانا ہے اسی طرح آپ اس شخص کو بھی پاگل قرار دیں گے جو روٹی کھانے کے بعد فوراً ہی حلق میں اُنگلی ڈال کر قے کر دیتا ہو اور پھر شکایت کرتا ہو کہ روٹی کھانے کے جو فائدے بیان کئے جاتے ہیں وہ مجھے حاصل نہیں ہوتے۔ بلکہ میں تو اُلٹا روز بروز دُبلا ہوتا جا رہا ہوں اور مرنے کے قریب ہو گیا ہوں۔ یہ شخص اپنی اس کمزوری کا الزام روٹی اور کھانے پر رکھتا ہے۔ حالانکہ بیوقوفی اس کی اپنی ہے۔ اس نے نادانی سے یہ سمجھ لیا۔ کہ کسی چیز کو حلق سے اُتار لینے ہی سے زندگی کی خوشی اور جسم کو طاقت حاصل ہو جاتی ہے اس نے سوچا کہ روٹی کا بوجھ اپنے معدے میں کیوں رکھوں۔ کیوں نہ اسے نکال پھینکا جائے کہ پیٹ ہلکا ہو جائے۔ کھانے کا مقصد تو میں پُورا کر چکا.... یہ غلط خیال جو اس نے قائم کیا اور پھر اس کی پیروی کی۔ اس کی سزا بھی آخر اسی کو بھگتنی تھی۔ اس کو جاننا چاہیئے تھا کہ جب تک روٹی پیٹ میں جا کر منضم نہ ہو، خون بن کر سارے جسم میں نہ پھیل جائے اور وہ جزو بدن نہ بن جائے، اس وقت تک زندگی کی طاقت حاصل نہیں ہو سکتی۔

خون پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو قانون بنایا ہے وہ تو اسی کے مطابق پیدا ہوگا۔ جو بھی اس قانونِ قدرت کو توڑے گا، اپنے آپ کو ہلاک کریگا۔

ان مثالوں سے بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ روزہ کا اصل مقصد کیا ہے؟ اور ہم کیا سمجھے ہوتے ہیں۔ آپ نے روٹی کی طرح روزہ کو یعنی سحُور کے وقت اُٹھنے سحری کھانے، دن بھر بھُوکا پیاسا رہنے کو اصل روزہ سمجھ رکھا ہے۔

دیکھئے! روزہ کا معنیٰ بندش ہے۔ اور اس کا اصل مقصد تزکیۂ نفس ہے۔ یعنی اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرنا اور خدا کی بندگی اور عبادت میں بحضورِ قلب ہمہ تن مصروف و مشغول ہونا۔ اگر انسان یہ سمجھے کہ روزہ کا مفہوم محض کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے رُکنے کا نام ہے تو اس سے روزہ کا اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ روزہ کا صحیح مقصد یہ ہے کہ انسان جھُوٹ سے دُور رہے۔ غیبت نہ کرے، عیب جوئی سے باز آئے، چوری نہ کرے، شکوہ شکایت نہ کرے، بُہتان نہ لگائے، بد دیانتی سے پرہیز کرے اور ہر بُرائی سے بچا رہے۔ یہ ہے روزہ کی اصل حقیقت جس کی قرآن اور حدیث کے ذریعے ہمیں بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اگر انسان یہ چاہے کہ روزہ کے فوائد بھی حاصل ہوں اور فضول اور لغو باتیں، گالی گلوچ اور غیبتیں بھی زبان بدستور اگلتی رہے تو یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں۔

جس طرح جسمانی طاقت صحت حاصل کرنے کے لئے ہم اچھّی اور صحت بخش چیزیں کھاتے ہیں اور گندی اور نقصان دہ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ تب جا کر صحت اور تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح جب تک ہم نیکی کی باتوں کو اپنائیں اور بدی کی باتوں کو نہ چھوڑیں اس وقت تک ہم روزہ کا مقصد، تزکیہ رُوح حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ (بقیہ بر صفحہ ۱۸)

نماز

حقیقت کا رستہ دکھاتی ہے یہ
بُرائی سے ہم کو بچاتی ہے یہ

نہ چھوڑو کبھی بھُول کر تم نماز
نصیحت کی باتیں سکھاتی ہے یہ

خُدایا ہے میری یہی آرزُو
نہ چھوڑوں اسے دل کو بھاتی ہے یہ

بھلا کس طرح اس کو ہم چھوڑ دیں
ہمیں نیک انساں بناتی ہے یہ

شادؔ! سچ کہہ رہا ہے سُنو دوستو
بُرے راستے سے بچاتی ہے یہ

اصغر علی شادؔ۔ گڑھ

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰۲۷/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا